ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ادراج امام زہری کا تنقیدی جائزہ

محمد عمر

پی ایچ ڈی اسکالر

ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract *This critical review examines the work of Adraj Imam Zahri, focusing on his contributions to the field of Islamic jurisprudence and finance. Zahri's approach to integrating classical Islamic principles with contemporary financial practices is evaluated through a comprehensive analysis of his major works. The review highlights the strengths and limitations of Zahri's arguments, particularly in relation to the application of Shariah principles in modern financial systems. By assessing his theoretical frameworks and practical recommendations, this review aims to provide a nuanced understanding of Zahri's impact on Islamic finance and his relevance in addressing current challenges within the field. The findings suggest that while Zahri's work offers valuable insights, there are areas requiring further development to align his theories with evolving financial practices.*

Keywords: Adraj Imam Zahri, Islamic jurisprudence, Islamic finance, Shariah principles, financial practices, critical review, contemporary financial systems, theoretical frameworks, practical recommendations.

علامہ تمنا عمادی صاحب لکھتے ہیں:

> زہری کی عادت ادراج کی بھی تھی، ادراج کہتے ہیں حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کے ساتھ اپنے الفاظ ملا دینے کو
> یعنی حدیث میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ درج کر دینا۔[1]

مفتی طاہر مکی نے مختلف علماء کرام کی جو تحریریں بنام امام زہری و امام طبری تصویر کا دوسرا رخ مرتب کی ہے اس میں مولانا محمد نافع کی مکمل تحقیق باغ فدک کے بارے میں نقل کی ہے جس میں مولانا نافع صاحب نے امام زہری کے ادراج پر بھی تفصیلی کلام کیا ہے۔ مولانا کی ذیل کی تحریر کو مفتی صاحب نے بطور استدلال پیش کیا ہے۔

---

1 تمنا عمادی، زہری اور طبری تصویر کا دوسرا رخ: (۱۳۸)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ابن شہاب زہری کے متعلق بعض کتابوں میں یہ چیز ملتی ہے کہ یہ صاحب بعض اوقات روایات کی وضاحت کے لیے از خود تفسیر کر دیتے تھے پھر اس مفسرانہ کلام کے تفسیری حروف کو بعض مواضع میں ساقط بھی کر دیتے تھے۔ اس طریقہ سے روایت کے اصل الفاظ اور تفسیری الفاظ میں فرق نہیں ہو سکتا تھا بلکہ نفس الامر میں اختلاط ہو جاتا تھا۔

زہری کے اس طریقہ کار کو علامہ سخاوی نے اپنی کتاب فتح المغیث شرح الفیہ الحدیث الواقی بحث مدرج میں ذکر کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے اپنی تصنیف "النکت" میں لکھا ہے، فرماتے ہیں کہ:

كذا كان الزهری يفسر الاحاديث كثيراً وربما اسقط اداة التفسير فكان بعض اقرانه دائماً يقول افصل كلامك من كلام النبي الى غير ذالك من الحكايات۔[2]

اب اس چیز کی مزید وضاحت کے لیے (ابن شہاب) کے متعلق چند ایک حوالہ جات ناظرین کرام کی خدمت میں ہم پیش کرتے ہیں کہ جن سے بعض روایات میں ان کا طریق کار مزید روشن ہو جائے گا اور بعض اقران جو زہری کو بطور نصیحت افہام و تفہیم کر رہے ہیں وہ بھی متعین ہو سکیں گے۔

ایک تو امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر جلد ثانی قسم اول ص ۲۶۳ تذکرہ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن ربیعۃ الرای) میں امام مالک کے حوالہ سے زہری کے حق میں ربیعہ ہذا کا قول ذکر کیا ہے وہ ملاحظہ فرمادیں۔

قال عبد العزيز بن عبدالله حدثنا مالك كان ربيعة يقول لابن شهاب ان حالتي ليس تشبه حالك انا اقول برأى من شاء اخذة و انت عن النبي فتحفظ. الخ۔[3]

دوسرا خطیب بغدادی نے اپنی کتاب "الفقیہ والمتفقہ، باب ذکر اخلاق الفقیہ وادبہ وما یلزمہ استعمالہ، مع تلامیذہ واصحابہ میں دو روایتیں اپنی مکمل سند کے ساتھ درج کی ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد زہری کا طریق کار (بعض روایات میں) آپ پر پوری طرح منکشف ہو جائے یہاں ان کے ہم عصر ربیعہ مذکور اور زہری صاحب ان دونوں کی باہمی گفتگو ہو رہی ہے۔

(1)اخبرنا عثمان بن محمد بن يوسف العلاف انبأنا محمد بن عبدالله الشافعي حدثنا ابو اسماعيل الترمذى حدثني ابن بكير حدثنا الليث قال قال ربيعة ابن شهاب يا ابابكر اذا احدثت الناس بر ايک فخيرهم بانه رأيک و اذا حدثت الناس بشىء من السنة فاخير هم انه سنة لا يظنون انه رأيك.

(2)اخبرنا محمد بن الحسن بن الفضل القطان اخبرنا عبدالله بن جعفر بن درستويه حدثنا يعقوب بن سفيان ثنا محمد بن إلى زكريا انبأنا ابن وهب قال حدثنى مالک قال قال ربيعه لابن شهاب اذا اخيرت الناس بشيء من رايک فاخبر هم انه رايک۔[4]

تیسرا حافظ شمس الدین الذہبی نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام وطبقات المشاہیر والاسلام میں بعبارات ذیل ربعیہ مذکور کی کلام ذکر کی ہے جو علامہ زہری کے ساتھ ہوئی۔

---

[2] النکت علی کتاب ابن صلاح والقنیہ العراقی لابن حجر عسقلانی بحث النوع العشرون (المدرج) قلمی در کتب خانہ پیر جھنڈا، سندھ۔/ سخاوی، فتح المغیث سخاوی (ص ۱۰۳)، بحث مدرج مطبوعہ انوار محمدی لکھنو، طبع قدیم۔

[3] تاریخ کبیر، (ج ۲ ج ا ص ۲۶۳)

[4] کتاب الفقیہ والمتفقہ للخطیب بغدادی باب ذکر اخلاق الفقیہ وادبہ الخ۔۔ ص ۱۴۸. طبع مکہ شریف

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

....قال الاويسی قال مالک کان ربیعة یقول للزهری ان حالی لیست تشبه حالک قال وکیف؟ قال انا اقول برأی من شاء اخذه و من شاء ترك وانت تحدث عن النبي، فيحفظ".[5]

حاصل یہ ہے کہ فاضل سخاوی کی عبارت میں بعض قرائن جو مذکور ہے اس سے مراد ربیعہ الرآئی ہے۔ ربیعہ علامہ زہری کو نصیحت کرتے ہیں کہ جب لوگوں کو آپ روایت بیان کریں تو اپنی رائے اور روایت میں فرق قائم رکھا کریں تاکہ لوگوں کو آپ کی رائے میں اور روایت میں مفارقت معلوم ہو سکے، دونوں میں تخلیط نہ رہے۔ ناظرین باتمکین پر عیاں ہو گیا کہ ابن شہاب زہری اپنی مرویات میں اختلاط و تخلیط فرمایا کرتے تھے اس وجہ سے ان کے ہم عصر حضرات کو اس گفتگو اور اس مکالمہ کی ضرورت پیش آئی۔

نیز اہل علم کے اطمینان کے لیے یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ علامہ ابن شہاب زہری کے ادراجات فی الروایات بے شمار پائے جاتے ہیں۔ بہت سے اکابر علماء مثلاً دار قطنی، طحاوی، ابن عبد البر، بیہقی، ابو بکر الحازمی، امام نووی، جمال الدین الزیلعی، ابن کثیر، ابن حجر عسقلانی، جلال الدین سیوطی اور ملا علی قاری وغیر ہم نے زہری کے ادراجات کو تصریحاً ذکر کیا ہے اور ان کی عبارات کو ہم نے جمع کیا ہے۔[6]

حکیم نیاز احمد "زہری سے ہمارے اختلاف کی تیس وجوہات" کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

مشکل الفاظ کی تشریح درمیان میں اس طرح کرتے چلے جاتے ہیں جیسے وہ بھی روایت کا جزو ہوں۔

واقعات کے خلا کو اپنے ذہن سے پر کرتے ہیں۔

نفس واقعہ سے زائد امور کو بھی صحابہ کرام کی زبان سے ادا کرتے ہیں اور نبی کی طرف نسبت کرتے ہیں۔[7]

تجزیہ و تحقیق

مذکورہ اعتراض کا تجزیہ کرتے ہوئے درج ذیل امور کی وضاحت کی جائے گی۔

1. ادراج کی حقیقت کیا ہے؟
2. جمہور محدثین کے ہاں ادراج کا حکم کیا ہے؟
3. کیا ادراج کی بنیاد پر کسی ثقہ راوی کو مطعون کیا جا سکتا ہے؟
4. مولانا نافع صاحب کی پیش کردہ عبارات کا تعلق امام زہری کے طریقہ روایت سے ہے یا انہوں نے اس کے ذریعے امام زہری کو مرتبہ عدالت سے ساقط کرنا چاہا ہے۔
5. ادراج زہری پر بنی روایات کو جمہور محدثین کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ادراج کی حقیقت

لغوی طور پر کسی چیز کو دوسری میں داخل کر دینے کو ادراج کہتے ہیں، اور اس مصدر کا اسم مفعول مدرج ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں اس سے مراد وہ حدیث ہے جس میں ایسا کوئی اضافہ کر دیا گیا ہو جو اصل میں اس کا حصہ نہیں ہے۔

الدکتور محمود الطحان نے مدرج کی تعریف اس طرح ذکر کی ہے۔

---

[5] تاریخ اسلام ذہبی (جلد خامس ص ۲۴۷. تذکرہ ربیعۃ الرآئی. طبع مصر۔

[6] محمد نافع، مولانا، رحماء بینھم: (۱/ ۱۵۰-۱۴۹)

[7] زہری اور طبری تصویر کا دوسرا رخ، مضمون حکیم نیاز احمد (ص ۲۲۴)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ماغير سياق اسناد، اذا دخل في متنه ماليس منه بلا فصل۔[8]

ادراج کی اقسام

ادراج کی دو قسمیں ہیں:

(1)المدرج في المتن (2)المدرج في السند

المدرج في المتن

المدرج فی المتن:وہ حدیث جس کے متن میں بغیر کسی علامت کے زائد الفاظ بڑھا دیے گئے ہوں۔اس کی تین اقسام ہیں:

(1)ابتداء میں ادراج (2)وسط میں (3) انتہائے حدیث میں۔

1: ابتداء میں ادراج:حضرت ابوہریرہ کی حدیث:اسبغوا الوضوء، ويل للأعقاب من النار میں اسبغوا الوضوء حضرت ابوہریرہ کے الفاظ ہیں۔ انہوں نے حدیث سے معنی اخذ کرتے ہوئے ادا کیے ہیں اور یہ ان کی طرف سے مدرج ہیں۔اصل حدیث کے الفاظ صرف ويل للاعقاب من النار ہیں۔

2: وسط حدیث میں ادراج:حضرت بسرۃ بنت صفوان کی حدیث:

من مس ذكره او انثييه او رفعيه فليتوضا میں انثیین اور رفغین کا ذکر مدرج ہے، کیونکہ اصل احدیث میں یہ الفاظ نہیں یہ ہیں۔حقیقت میں یہ الفاظ عروہ کے اضافہ کردہ ہیں۔

3 :انتہائے حدیث میں ادراج:حضرت ابوہریرہ کی حدیث:

ان الله تجاوز لأمتى عما توسوس به صدور ها مالم تعمل به او تكلم به و ما استكرهوا عليه.

اس حدیث کے آخر میں وما استکرھوا علیہ کے الفاظ اصل روایت میں نہیں ہیں، جو امام بخاری اور امام نسائی نے نقل کی ہے۔

المدرج في السند

المدرج في السند: حقیقت میں اس کا تعلق بھی متن سے ہے، اس کی تین اقسام ہیں:

1۔ایک حدیث کئی راوی اپنی اپنی اسانید سے روایت کرتے ہیں، مگر کوئی راوی ان سب کو ایک ہی سند سے بیان کر دے اور فرق ظاہر نہ کرے۔

2: راوی کے پاس حدیث کے دو متن ہوں، اور ہر ایک کی سند الگ ہو، مگر روایت کرتے ہوئے دونوں حدیثوں کو ایک ہی سند سے بیان کرے اور متن کے زائد الفاظ بھی بغیر وضاحت کے اس میں شامل کر دے۔

3: راوی سند بیان کرے، مگر اس کے ساتھ اتفاقاً اپنی طرف سے کوئی اضافی الفاظ کہہ دے، اور سننے والا یہ سمجھے یہ الفاظ سند حدیث کا حصہ ہیں اور یہ الفاظ اسی طرح روایت ہوتے رہیں۔[9]

ادراج معلوم کرنے کے طریقے

1عبارت ایسی ہو کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا صادر ہونا محال ہو، مثلاً حدیث ابوہریرہ:

---

8 محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث:(ص ۱۰۲)

9 سہیل حسن، معجم اصطلاحات حدیث(ص ۳۲۴)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

للعبد المملوك أجران، والذي نفسي بيده لولا الجهاد في سبيل الله، والحج، وبر أمي لا حببت أن أموت وأنا مملوک کے آخر میں اس تمنا کا اظہار کہ اگر جہاد، حج اور والدہ کی خدمت جیسے اعمال نہ ہوتے تو میں یہی پسند کرتا کہ میری موت غلامی کی حالت میں آئے۔ یہ ناممکن ہے کہ ایسی بات رسول اللہ ﷺ نے کہی ہو، کیونکہ اولا آپ کی والدہ محترمہ موجود نہیں تھی، ثانیا یہ ممکن نہیں کہ آپ ﷺ غلام ہونے کی تمنا کریں۔

:2صحابی اس بات کا اقرار کرے کہ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے نہیں ہیں، مثلاً حضرت ابن مسعود کی حدیث: من مات یشرک باللہ شیئا دخل النار. اس روایت کے بعد حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں: اور میں کہتا ہوں کہ من مات لایشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ .

:3کوئی راوی اس بات کی وضاحت کر دے کہ یہ الفاظ مرفوع حدیث میں نہیں ہیں، مثال حضرت ابن مسعود کی وہ حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں نماز میں تشہد کی تعلیم دی۔ اس کے آخر میں ہے:

أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدا رسو الله فاذ اقلت هذا فقد قضيت صلاتك ان شئت أن تقوم فقم، وان شئت ان تقعد فاقعد.

فاذا قلت کے بعد والا کلام حضرت ابن مسعود کا قول ہے، رسول اللہ ﷺ کا کلام نہیں ہے جیسا کہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے۔[10]

ائمہ محدثین کے نزدیک ادراج کا حکم

احادیث رسول میں عمداً ادراج کرنا حرام ہے، تاہم تفسیری کلمات کی اجازت دی گئی ہے، اس لیے امام زہری اور بعض دیگر محدثین توضیحی الفاظ کو احادیث میں بیان کر دیا کرتے تھے۔

(1)علامہ جلال الدین سیوطی "تدریب الراوی" میں تحریر فرماتے ہیں۔

)وكله) اى الادراج باقسامه (حرام) باجماع اهل الحديث والفقه وعبارة ابن السمعاني وغيره من تعمد الادراك فهو ساقط العدالة، وممن يحرف الكلم عن مواضعه و هو ملحق بالكذابين" وعندى ان ما أدرج لتفسير غريب لا يمنع، ولذلك فعله الزهرى وغيره واحد من الائمه.[11]

اور ادراج اپنی تمام اقدام سمیت حرام ہے جس پر اہل حدیث وفقہ کا اجماع ہے اور امام سمعانی اور دیگر ائمہ کا کہنا یہ ہے کہ جو اراد تا حدیث میں ادراج کرے وہ ساقط العدالہ ہے اور ان لوگوں میں سے ہے جو تحریف کلمات کرتے ہیں اور وہ کذابین میں شمار ہوگا۔

اور میرے نزدیک (یعنی علامہ سیوطی کے نزدیک اور یہی قول جمہور ائمہ کا ہے کسی نادر یا اجنبی لفظ کی تفسیر و تشریح کے لیے جو ادراج کیا جائے وہ ممنوع نہیں اور اسی لیے امام زہری اور متعدد ائمہ محدثین سے ایسا ادراج ثابت ہے۔

(2)علامہ ابن الصلاح نے بھی یہی فرمایا کہ جان بوجھ کر ادراج کرنا جائز نہیں۔

واعلم انه لا يجوز تعمد شيئ من الادراج المذكور[12] .

(3) علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ عمدا اوراج کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بات کو کسی ایسے شخص کی طرف منسوب کرنا ہے جو اس کا قائل نہیں۔

---

[10] ایضا(ص ۳۲۵) مزید دیکھئے سنن ابوداود، کتاب الصلاۃ باب التشہد حدیث نمبر ۹۷۰، سنن دار قطنی: ۳۵۳۔

[11] السیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی: (۱۴۸)

[12] ابن الصلاح، علوم الحدیث: (ص ۸۹)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

وتعمد الادراج حرام لما يتضمن من عز والشي الى غير قائله، واسواه ما كان في المرفوع ممالا دخل له فى الغريب المتسامح في خلط او الاستنباط ۔[13]

(4) امام صنعائی نے علامہ ابن صلاح کے قول تحریم تعمد ادراج" کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

و فيه بحث: وهوانه قد ثبت ادراج أئمه كبار تفاسير الفاظ الحديث كما تقدم في التحنث و نحوه.... الى ان قال: فالقياس أن يقال: ادراج ما هو من تفاسير الألفاظ لا يحرم و ادراج ماهو من غيرها ممافيه حكم و إيهام أنه مرفوع هو الذي لا يجوز۔[14]

اور اس میں (یعنی ادراج کو مطلقاحرام قرار دینے میں بحث ہے۔ وہ یہ کہ یہ ائمہ کبار سے حدیث کے مشکل الفاظ کی تشریح و تفسیر کے لیے ایسا کرنا ثابت ہے (مثلاتحنث کی تفسیر امام زہری نے وھو التعبد" کہہ کر کی) اور اس نوعیت کی دیگر مثالیں یہاں سے آگے فرماتے ہیں) قیاس کا تقاضایہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ادراج تو تفسیر کلام کے لیے کیا جاتا ہے، حرام و ممنوع نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ کا ادراج جس میں کوئی حکم ہو یا یہ وہم ڈالا جائے کہ یہ حدیث مرفوع کا حصہ ہے تو ایسا ادراج نا جائز ہے۔"

(5) عرب محقق شیخ حارث انصاری اپنے تحقیقی مقالے الادراج فی الحدیث، درجتہ وحکمہ میں فرماتے ہیں۔

"هذا و لما كان الواقع يعارض القول بتعميم تحريم تعمد الادراج فإن من العلماء من ذهب الى تفصيل هذا القول إلى ما كان الإدراج فيه من قبيل تفسير الفاظ الحديث، و استنباط احكامه، والى ما كان الإدراج فيه ليس من هذا القبيل، فأما الأول: فلا بأس به، واما الثاني: فانه لا يجوز ولا يتسامح فيه۔[15]

جب عمداًادراج میں تحریم کے قول کو عموم کے ساتھ لیا جائے گا تو وہ ان بہت سے علماء کے قول کے معارض ہو گا جو اس تفصیل میں گئے ہیں کہ ادراج الفاظ حدیث کی تفسیر کی قبیل سے ہوتا ہے اور احکام کو مستنبط کرتے ہوئے بھی ہوتا ہے اور کبھی ادراج ان دونوں میں سے کسی قبیل سے نہیں ہوتا پس اول میں کوئی حرج نہیں (یعنی اس ادراج میں حرج نہیں جو تفسیر حدیث یا استنباط احکام کے طور پر ہو) اور ثانی الذکر جائز نہیں اور اس سے تسامح نہیں کیا جائے گا۔

(6) علامہ شبیر احمد عثمانی کے نزدیک ادراج کا حکم اس بات پر نہیں کہ کسی مشکل لفظ کی تشریح کے لیے متن حدیث میں اس معنی کو داخل کر دیا جائے جیسا کہ امام زہری کا بعض روایات میں توضیح و تشریح کے لیے مختلف معنی کا داخل کرنا۔ چنانچہ یہ بات ادراج فی المتن" کے زمرے میں داخل نہیں ہوتی ہے۔

"و قد استثنى بعضهم من ذلك ما أدرج لتفسير لفظ غريب لقلة وقوع الالتباس فيه وقد فعله الزهري وغيره ولا يسوغ الحكم بالإدراج۔[16]

مختلف ائمہ عظام کی آراء ذکر کی گئیں جن سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کس لفظ کی تغیر و تشریح یا پیچیدہ امر کی وضاحت کے لیے ادراج فی المتن کی اجازت ہے اور یہ ممنوع و حرام نہیں ہے۔ ایسا مدرج راوی بھی ائمہ حدیث کے نزدیک مردود و مطعون نہیں ہوتا اور نہ ہی ایسے ادراج کی وجہ سے ائمہ جرح و تعدیل نے کسی راوی کی ثقاہت وعدالت کو مجروح قرار دیا۔

---

[13] سخاوی، فتح المغیث: (۲۹۲/۱)

[14] الصنعانی، توضیح الافکار: (۲۶/۲)

[15] حارث انصاری، الادراج فی الحدیث: (ص۷۹)

[16] عثمانی، شبیر احمد، فتح السلم: (۴۲/۱)

نیز یہ بات بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ یہ ساری بحث اس ادراج کے بارے میں ہے جو کہ عمداً کیا گیا ہو اور اگر خطاءً ہو تو وہ حرام نہیں ہو گا۔ البتہ ادراج کے حوالے سے کثرت خطا اس راوی کو غیر ثقہ بنادے گی۔ اور ایسی صورت میں محدثین اس غیر ثقہ راوی کی روایت قبول نہیں کرتے۔ عرب محقق شیخ حارث انصاری فرماتے ہیں۔

فهو ليس بحرام لأن المخطئ في مثل هذا معذور شرعاً الا انه إذا أكثر خطوة صار غير ثقة فلا تكون حينئذ احاديثه محل القبول والرضاء عند المحدثين .[17]

امام زہری کے ادراج کی حقیقت

امام زہری کو ادراج کی وجہ سے مجروح قرار دینے والے معترضین کی تحریریں پڑھی جائیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ انہوں نے عمداً ادراج ناجائز ہے کے قاعدے کو لے کر امام زہری کے ساتھ خاص کر دیا اور وہ ائمہ جرح و تعدیل اور ائمہ حدیث کی اس بات کو نظر انداز کر گئے کہ کسی لفظ کی تفسیر و توضیح کے لیے ادراج فی المتن کی گنجائش ہے اور یہ گنجائش بھی محدود حد تک ہے۔ کتب جرح و تعدیل، کتب اصول حدیث اور ائمہ حدیث کے اقوال کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ کسی نے بھی امام زہری پر اس ادراج کا الزام نہیں لگایا جو ممنوع ہے بلکہ انہوں نے امام زہری کو ادراج ممنوع سے بالاتر ٹھہرایا ہے۔

جس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ خطیب بغدادی اسی موضوع پر معرکۃ الآراء کتاب "الفصل للوصل المدرج في النقل" میں امام زہری کی تقریباً ۱۵ ایسی روایات کا ذکر کیا ہے، جن میں ادراج فی المتن ہے مگر ہر ایک مقام پر کوئی نہ کوئی وجہ ذکر فرما کر اس کی وضاحت کی ہے اور کسی ایک جگہ بھی عدالت و ثقاہت پر کلام نہیں کیا۔ گویا خطیب کے نزدیک بھی امام زہری کی طرف سے کیا گیا ادراج، ممنوع و حرام ادراج میں داخل نہیں بلکہ اس کی گنجائش ہے۔[18] ہم مثال کے طور پر ذیل میں ایک روایت ذکر کرتے ہیں جس میں امام زہری کے اوراج کو ذکر کیا گیا مگر اسے ادراج ممنوع نہیں سمجھا گیا۔

---

[17] حارث انصاری، الادراج فی الحدیث:(۱/۷۷)

[18] خطیب بغدادی، الفصل للوصل المدرج فی النقل:(۵۲۳)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

1:أخبرني أبو (محمد) الحسن بن علی بن أحمد بن بشار السابوري بالبصرة أنا أبو بكر محمد بن بكر بن محمد بن عبد الرزاق التمار نا أبو داود سليمان بن الأشعث نا مسدد وعبيد الله بن عمر الجشمي و أبو كامل قالوا: أنا عبد الواحد بن زياد نا معمر عن الزهري عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال: قال رسول الله : ليس المسكين الذي ترده التمرة والتمرتان والاكلة والاكلتان، ولكن المسكين زاد مسدد في حديثه الذي ليس له ما يستغنى به الذي لا يسأل ولا يعلم بحاجته فيتصدق عليه فذاك المحروم۔

كذا روى هذا الحديث عبد الواحد بن زياد عن معمر و ذكر المحروم ليس من قول النبي وإنما هو كلام الزهرى كذلك رواه عبد الأعلى بن عبد الأعلى عن معمر مبيناً وفصل كلام۔

2: الزهري من كلام النبي أخبرنا حديثه الحسن بن علی التميمي أنا أحمد بن جعفر القطيعي نا عبدالله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي نا عبد الأعلى عن معمر عن الزهري عن أبي هريرة أن النبي قال : ليس المسكين الذي ترده التمرة والتمرتان والأكلة والاكلتان قالوا: فمن المسكين يا رسول الله ؟ قال : الذي لا يجد غنى، ولايعلم الناس بحاجته فيتصدق عليه، قال الزهرى و ذلك هو المحروم۔[19]

حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ صحابہ کے پوچھنے پر کہ مسکین کون ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وہ جس کے پاس وسعت دفنا نہیں اور لوگ بھی اس کی حاجت نہیں جانتے کہ اس پر صدقہ کریں اب اس بات کی وضاحت کے لیے امام زہری نے فرمایا:

و ذلك هو المحروم۔

اور یہی تو وہ محروم ہے۔

اب دیکھئے کہ حدیث کی ہی بتائی گئی بات کی امام زہری وضاحت پیش فرما رہے ہیں کہ سائل تو کچھ نہ کچھ سوال کر کے لوگوں سے مانگ لے گا۔ اپنا گزر اوقات کر لے گا۔ مردہ کہ جس کے پاس مال بھی نہیں اور لوگوں کو بھی اس کی حاجت کا نہیں پتا مزید یہ کہ وہ شخص سوال بھی نہیں کرتا تو یہ وہ محروم ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا گیا۔

و في أموالهم حق للسائل و المحروم۔[20]

مولانا محمد نافع صاحب کی عبارت سے استدلال کی حقیقت

محدثین کے نزدیک ادراج اور اس کا حکم نیز جمہور ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک امام زہری کے ادراج کی حقیقت جاننے کے بعد ہم معترضین کی پیش کردہ مولانا محمد نافع صاحب کی عبارت کا جائزہ لیتے ہیں مولانا محمد نافع صاحب (محمدی شریف) علم تحقیق کی دنیا کا اک بڑا معتبر اور مستند نام ہیں۔ باغ فدک کی روایات میں امام زہری کی طرف سے اوراج کی بحث پر مشتمل تحقیق کے کو نقل کر کے معترضین نے اسے بطور استدلال پیش کیا ہے۔ ذیل کے چند نکات پیش نظر رہیں تو اس بات کا سمجھنا نہایت آسان ہو جاتا ہے کہ مولانا مرحوم امام زہری کے حوالے سے جمہور امت کے ساتھ ہیں یا معترضین کے ساتھ۔

(1) سب سے پہلے مولانا نافع صاحب ہی کا بیان کردہ ایک اہم اصول پیش نظر رکھنا ضروری ہے جو کہ ایک تنبیہ کے عنوان سے انہوں نے ذکر فرمایا ہے

ایک تنبیہ

---

[19] ایضا:(ص ۳۵۴)

[20] المعارج:(۲۵)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

جن لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اور حضور علیہ السلام کے قریبی رشتہ داروں میں منازعت، مناقشت، مقاطعت، مخاصمت جیسی مذموم صفات کے ساتھ مکدر فضا دکھلانا منظور خاطر ہوتا ہے، ان کے سامنے جس قدر ذخیرہ روایات ہے وہ مندرجہ ذیل کیفیات سے خالی نہیں۔

1۔ وہ روایات از روئے اسناد محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہوتیں۔ ان کے راوی کذاب، دروغ گو، شیعہ، ضعیف، متروک، منکر الحدیث، اور گونا گوں جرح کے ساتھ مجروح ہوتے ہیں۔

2۔ بالفرض اگر وہ روایت سند صحیح ہوتی ہے تو اس کے الفاظ و عبارت کا مطلب و مقصد کچھ ہوتا ہے اور یہ لوگ قلبی عناد کی وجہ سے حق سے انحراف کرتے ہوئے اس سے دوسرا مفہوم اخذ کر لیتے ہیں۔ اس وقت یہ مثال صادق آتی ہے "كلمة حق اريد بها الباطل" یا یوں کہیے کہ "توجيه القول بما لا يرضى به قائله"۔

3: تیسری یہ صورت ہوتی ہے کہ سندا روایت درست ہے۔ اصل روایت کا متن بھی ٹھیک ہے لیکن متن روایت میں رواۃ کی طرف سے کچھ ملاوٹ اور تخلیط کر دی گئی ہے اس اصل روایت میں اختلاط کو اس فن کا واقف کار ہی معلوم کر سکتا ہے، ہر شخص کا کام نہیں ہوتا۔ اس متن میں آمیخت کی وجہ سے اصل مضمون میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اوقات اس وجہ سے روایت قابل تسلیم نہیں رہتی۔

ان معروضات کے بعد ہم ناظرین با تمکین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ:

مشاجرات اور مطاعن کی وہ روایات جو ناقدین صحابہ کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں اور مسلمانوں میں پھیلائی جاتی ہیں ان کو ملاحظہ فرما کر اور دیکھ سن کر رد و قبول میں جلد بازی نہ کریں اور پریشان خاطر نہ ہوں۔ وہ روایات مندرجہ بالا اقسام کی ہوتی ہیں۔ خدا کا کلام سچا ہے۔ علیم بذات الصدور کا فرمان مقدس سچا ہے کہ حضور علیہ السلام کی تمام جماعت آپس میں مہربان ہے۔ اس قسم کی اخبار آحاد اور مذکورہ نوعیت کی تاریخی روایات نص قطعی کے مقابلہ میں قابل التفات نہیں قرار دی جا سکتیں۔[21]

اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے مولانا صاحب کی پوری بحث کا مطالعہ کرنے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مولانا فع امام زہری کے ادراج کو ذکر فرما رہے ہیں (جو کہ ان کے نزدیک تیسری صورت ہے) اور اس کی وضاحت فرما رہے ہیں۔ اس وضاحت اور اس تفصیل سے جمہور محدثین و علماء میں سے کوئی انکار نہیں کر رہا۔

(۲) مولانا نے امام زہری کے ادراج پر تفصیلی کلام فرمانے کے باوجود انہیں مجروح مردود قرار نہیں دیا بلکہ اس انداز سے ان کا ذکر فرمایا ہے۔

"روایت ہذا میں راوی کا اپنا ظن و گمان ہے وہ راوی ابن شہاب زہری ہیں۔ (عافاہ اللہ تعالیٰ)"[22]

پھر فرماتے ہیں:

پہلی گزارش یہ ہے کہ ہمارے تراجم و رجال کی کتابوں میں ان کی بڑی توثیق موجود ہے۔ بڑے پایہ کے محدث اور فاضل ہیں۔[23]

مولانا کی مجموعی تحریر کا تاثر کچھ سخت معلوم ہوتا ہے اور اس انداز سے معترضین نے فائدہ اٹھایا ہے لیکن اس کی وجہ یہ سامنے آتی ہے کہ یہاں پر معاملہ صدیق امت سیدنا ابو بکر صدیق اور خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہرا کا ہے۔ ان دونوں بزرگ ہستیوں کے بارے میں سنگین غلط فہمی کا ازالہ کرنا ہے۔ اور اعتراض کی بنیاد امام زہری کی

[21] محمد نافع، رحماء بینھم: (۱/۹۵)

[22] ایضا: (۱/۱۳۳)

[23] ایضا: (۱/۱۴۹)

ایک عبارت بن رہی ہے لہذا ان کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے قلم میں کچھ تیزی کا آجانا خلاف فطرت انسانی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحریر کی تمام تر تیزی کے باوجود مولانا بھی انہیں مرتبہ عدالت سے ساقط نہیں کرتے۔

4: مولانا نافع اور حافظ سخاوی دونوں حضرات کے پیش کردہ موقف کی بنیاد امام ربیعہ الرائے کی طرف سے امام زہری کو کی گئی نصیحت ہے اس میں ایک قابل غور بات یہ ہے کہ اعتراض کرتے ہوئے "بعض اقران "(معاصرین) کا ذکر کیا گیا ہے لیکن جو مختلف حوالہ جات اور کتب میں ان میں صرف امام ربیعہ الرائے کا ہی ذکر مل رہا ہے دیگر معاصرین میں سے کسی کی نصیحت یا تبصرہ نہیں مل سکا۔ بہر حال نصیحت کی بات چاہے ایک شخص کی طرف سے ہو یا ایک سے زائد اشخاص کی طرف سے اس کو قبول کرنا چاہیے اور یہی جمہور ائمہ محدثین کا موقف ہے کہ انہوں نے امام زہری کی ذات کو معصوم نہیں مانا۔ ان کی بشری لغزشوں یا روایت سے متعلقہ کسی قسم کے تحفظات کو چھپایا نہیں بلکہ بلا کم وکاست امت کے سامنے پیش کر دیا اور ہمارا امام زہری کے دفاع کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ انہیں ہر عیب اور خطا سے پاک قرار دے کر انہیں معصوم ثابت کیا جائے کیونکہ بے عیب ذات اللہ جل شانہ کی ہے اور معصوم ہستی اس کے پیغمبر ﷺ کی ہے ہمارا معترضین سے نکتہ اختلاف یہ ہے کہ دو مختلف محدثین یا ائمہ جرح و تعدیل کی امام زہری کے طریقہ روایت سے یا متعلق اختلافی آراء کو ذکر کر کے انہیں مجروح و مطعون قرار دے ڈالتے ہیں سادہ سی بات ہے کہ اگر ان ائمہ پر اعتماد کر کے ان کی عبارات بطور حوالہ ذکر کی جاتی ہیں تو یہ کیوں نہیں دیکھا جاتا کہ وہی محدثین و علماء (چاہے وہ حافظ سخاوی ہوں، امام ربیعہ الرائے ہوں یا عصر حاضر کے مولانا محمد نافع صاحب ہوں) تمام تر تحفظات کے باوجود انہیں (امام زہری کو) جب مجروح و مردود قرار نہیں دے رہے تو کوئی تو وجہ ہو گی، اور وہ ظاہر ہے کہ اتنے جلیل القدر امام جن کی حیثیت تدوین حدیث میں بلاشبہ ایک ستون کی ہے کہ مجموعی روایات میں سے دو یا تین فیصد روایات کے طریقہ روایت پر کوئی اشکال یا اعتراض ہوتا ہے جب کہ اس کی وضاحت تاویل اور توجیہہ بھی با آسانی ممکن ہے تو محض اس بنیاد پر ان سے روایت کردہ پورے مجموعہ احادیث کو ناقابل اعتبار ٹھہرانا کون سی دانشمندی اور انصاف ہے؟ یہی معترضین کا وہ دوہرا معیار تحقیق ہے کہ مقدمین کی ادھوری باتوں کو لے کر اس سے آگے کے فیصلے اپنی خود ساختہ فکر و نظر کی روشنی میں کرتے ہیں اور دانستہ یا نادانستہ طور پر شریعت اسلامیہ کی بنیادوں پر تیشہ چلانے والوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

4: ایک اہم بات یہ ہے کہ امام زہری کے ادراج کی تفصیل و وضاحت ممکن بھی ہے جسے بعض محدثین علماء کے حوالے سے مولانا محمد نافع صاحب نے خود ذکر بھی فرمایا ہے۔ مثلاً عدم تعلم سے یہ مراد لینا کہ انہوں نے باغ فدک کے بارے میں کوئی کلام نہ کیا۔ ہجران سے یہ مراد لیا جا سکتا ہے کہ وہ اس معاملے سے الگ ہو گئیں۔ اور غضب سے مراد وہ طبعی رنج ہے جو کہ ایسے مواقع پر فطرت انسانی کے خلاف نہیں، کوئی دشمنی یا کینہ (نعوذ باللہ) مراد نہیں خصوصاً جب کہ بعد کے واقعات محبت و تعلق اس کی تائید کرتے ہیں کہ یہ رنج محض عارضی تھا۔

5: مولانا محمد نافع صاحب کی تحریر کو بطور استدلال معترضین نے پیش کیا اس کے بارے میں ایک اہم وضاحت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے اپنے ماہانہ "البلاغ اپریل 2015) مضمون بعنوان محقق عظیم حضرت مولانا محمد نافع صاحب میں فرمائی ہے۔ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب، مولانا محمد نافع کی صفات کا ذکر فرمانے کے بعد ان کی کتاب "رحماء بینہم کی مذکورہ عبارت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اس وقت حضرت مولانا محمد نافع صاحب اپنی تالیف کا مسودہ حضرت والد صاحب کو دکھانے کے لیے تشریف لائے، حضرت والد صاحب اگرچہ سفر میں تھے لیکن کتاب کی اہمیت کے پیش نظر انہوں نے مسودہ کا معتد بہ حصہ ملاحظہ فرمایا اور اس پر اپنی پسندیدگی کا بھی اظہار فرمایا، البتہ ایک مقام پر مسودے میں امام زہری کے بارے میں جو تبصرہ تھا، اس پر نظر ثانی کی تاکید فرمائی جسے حضرت مولانا محمد نافع صاحب نے قبول فرما کر متعلقہ مقام پر عبارتیں تبدیل بھی فرمادیں۔ بعد میں انہوں نے مجھے حضرت والد ماجد کی اس ملاقات کا ذکر بھی اپنے خط میں اس طرح فرمایا: "رحماء بینھم" حصہ اول (صدیقی) بحث" تاخیر بیعت علوی شش ماہ تک "میں ایک تحریر مختصر اجناب حضرت مولانا محمد شفیع صاحب قدس سرہ کی میرے پاس محفوظ ہے۔ حضرت مولانا مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ تعالی ایک دفعہ فیصل آباد میں حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب کے جناح کالونی میں مکان میں قیام فرماتے تھے تو اس وقت بندہ یہ ابحاث لے کر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ نے بڑی شفقت فرما کر ان ابحاث پر نظر اصلاح فرمائی اور مجھ سے محدث الزہری کے حق میں کچھ سخت الفاظ آگئے تھے۔ اس وقت آنجناب نے اصلاح فرماتے ہوئے درج ذیل الفاظ کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار فرمایا۔

عبارت بلفظہ درج ذیل ہے:

امام زہری کے معاملہ میں الفاظ محتاط ہونے چاہئیں، ان کے قول کو خود ساختہ کہنا ذخیرہ حدیث سے اعتماد اٹھا دینے کے مترادف ہے۔

ان کی جلالت قدر فی الحدیث کو مجروح نہیں کیا جاسکتا۔ بات صرف یہ ہے کہ زہری کا یہ قول کسی صحابی کی طرف منسوب نہیں اور خود صحابہ کرام شرکاء واقعہ کا بیان ان کے مقابلہ میں راجح ہے یہ مرجوح ہے باقی سب درست ہے۔ (محمد شفیع)[24]

ہم سمجھتے ہیں کہ مذکورہ وضاحت مولانا محمد نافع صاحب کی تحریر کو سمجھنے کے حوالے سے انتہائی اہم ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی ثبوت فراہم کرتی ہے کہ مولانا اس باب میں جمہور ائمہ و محدثین کے قول پر ہیں معترضین کے مذہب پر نہیں۔

نتیجہ بحث

مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جمہور ائمہ و محدثین کے نزدیک ہر طرح کا ادراج حرام نہیں ہے۔ بلکہ تفسیری کلمات کی اجازت دی گئی ہے اور جمہور ائمہ کے نزدیک امام زہری کا ادراج، ادراج ممنوع میں شامل نہیں۔ نیز مولانا محمد نافع صاحب کی طرف سے جمہور امت کے موقف کے مطابق وضاحت آجانے کے بعد ان کی پیش کردہ عبارت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اور آخری بات یہ کہ امت کے کسی ایک امام نے بھی ادراج کی وجہ سے امام زہری کو مجروح و مردود قرار نہیں دیا۔

مصادر اور مراجع

1. القرآن الکریم
2. محمود الطحان، الدکتور تیسیر مصطلح الحدیث، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی۔
3. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، النکت علی کتاب ابن صلاح، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

[24] تقی عثمانی، البلاغ: (ص ۴) شمارہ اپریل 2015ء۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

4. ابن صلاح، مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث، فاروقی کتب خانہ ملتان۔
5. ۔ اسماعیل محمد، توضیح الافکار، دار الفکر، بیروت لبنان
6. حارث انصاری، الادراج فی الحدیث، دار المعرفۃ بیروت لبنان۔
7. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی، طبع جدید۔
8. السخاوی۔ فتح المغیث طبع المکتبۃ الشاملۃ۔
9. سہیل حسن، ڈاکٹر، معجم اصطلاحات حدیث، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی، یونیورسٹی، اسلام آباد، اشاعت سوم ۲۰۱۳ء۔
10. علائی، صلاح الدین، جامع التحصیل، دار المعرفۃ، بیروت لبنان۔
11. "البخاری محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، التاریخ الکبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان
12. تمنا عمادی، و دیگر علمائے کرام، امام زہری و طبری، تصویر کا دوسرا رخ، الرحمن، پبلشنگ ٹرسٹ کراچی، ۱۹۹۶ء۔
13. محمد نافع، مولانا، رحماء بینھم، تخلیقات علی پلازہ مزنگ روڈ، لاہور۔
14. تاریخ اسلام ذھبی، تذکرہ ربیعۃ الرائی. طبع مصر۔
15. کتاب الفقیہ والمتفقہ للخطیب بغدادی باب ذکر اخلاق الفقیہ وادبہ الخ. طبع مکہ شریف۔
16. خطیب بغدادی، الفصل للوصل المدرج فی النقل۔
17. تقی عثمانی، البلاغ: (ص ۴) شمارہ اپریل 2015ء۔